حقوقِ سیریز

حقوقُ الوالدین

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

حقوق الوالدین
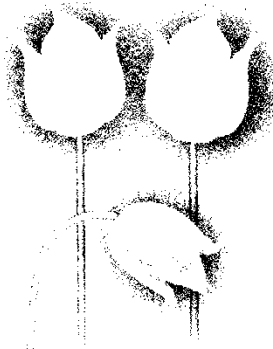
دار السلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیویارک

پیش لفظ

بچہ جب اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے تو گوشت پوست کا ننھا سا وجود ہوتا ہے۔ جس میں نہ بولنے کی قوت ہوتی ہے نہ چلنے پھرنے کی سکت۔ اتنی طاقت بھی نہیں ہوتی کہ کچھ کھا ہی سکے۔ ایسے وقت میں ماں کا وجود اُس کے لیے بہت بڑی نعمت ثابت ہوتا ہے۔ وہ ہر ہر لمحے اُس کی نگہبانی کرتی ہے، اُسے دودھ پلاتی ہے اور اس کی پرورش ونگہداشت کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اُس کی راتوں کی نیند اور دن کا سکھ چین اُس کے لیے وقف ہو جاتا ہے۔ باپ کی شفقت اُسے زمانے کے سرد وگرم سے بچاتی ہے۔ اُس کی محبت کی چھاؤں اُسے ہر سختی، تکلیف اور رنج سے دور کر دیتی ہے۔ اُن دونوں کی پرورش کے نتیجے میں جب وہ شعور کی آنکھ کھولتا ہے تو اُسے صاف نظر آتا ہے کہ اُسے اس مقام تک پہنچانے والے اُس کے والدین ہیں۔

اُسے اس مقام تک پہنچانے والے والدین نے اپنے فرض کو پورا کیا، اب اُس پر ان کے کچھ حقوق ہیں۔ یہ حقوق اتنے اہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حقِ عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر جس حق کا ذکر کیا ہے وہ والدین کا حق ہے۔ والدین کا حق کیا ہے؟ یہی کہ اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا جائے، ان کا مکمل ادب واحترام کیا جائے۔ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے اور ہمیشہ ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے۔

قرآن وحدیث سے یہ بات بہت واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ والدین سے حُسنِ سلوک سے رزق میں فراوانی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے، جب کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش نہ آنے والا اللہ

کی رحمت سے دور ہوتا جاتا ہے اور بالآخر جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کے ساتھ، والدین سے حُسنِ سلوک نہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اور یہ ناراضی اُس کی دنیا اور آخرت دونوں برباد کر دیتی ہے۔ اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم والدین کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھیں۔ اس معاملے میں قرآن وسنت سے ہمیں جو رہنمائی ملتی ہے اُس کی روشنی میں اپنے رویوں کو درست اور کردار کی تعمیر کریں۔

''حقوق الوالدین'' اسی موضوع پر ایک رہنما کتاب ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر دارالسلام سٹوڈیو نے اس کتاب کو آڈیو کیسٹ اور سی ڈی کی صورت میں بھی پیش کیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ اور کیسٹ کی سماعت ہماری سوچ کو دین کی روشنی میں، درست زاویے عطا کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

حقوق العباد میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے۔ اور یہ اتنا اہم حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حقِ عبادت کے بعد جس حق کا ذکر کیا، وہ والدین کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ نساء میں فرماتا ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔''①

بنی اسرائیل سے جو عہد لیا گیا، اس میں بھی یہی حکم تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔''②

سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

① سورة النساء، آیت: 36 ② سورة البقرة، آیت: 83
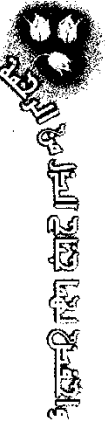
الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾

''اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف تک نہ کہو، نہ انھیں جھڑک کر ہی جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔ اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم کر جس طرح انھوں نے مجھے رحمت اور شفقت سے بچپن میں پالا تھا۔''①

والدین کے حقوق میں قرآنِ کریم کی یہ دو آیات بہت ہی اہم ہیں۔ ان میں ایک تو اللہ کی عبادت کے بعد، والدین کے حقوق کا ذکر ہے۔ دوسرے ان حقوق کی کچھ تفصیل بھی ہے۔

1- ان میں سب سے پہلے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہر معاملے میں ایسا رویہ اختیار کرنا کہ جس سے انھیں ناگواری اور گرانی نہ ہو، بلکہ انھیں مسرت اور خوشی کا احساس ہو۔ اس میں حسنِ سلوک کی ہر صورت کے اختیار کرنے اور بدسلوکی کی ہر صورت سے اجتناب کرنے کی تاکید ہے۔

2- دوسرے نمبر پر بڑھاپے میں ان کے سامنے اُف تک کہنے سے روکا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچنے سے پہلے ایسا کرنے اور کہنے کی اجازت ہے۔ بلکہ والدین جوان ہوں یا بوڑھے، ہر عمر اور ہر مرحلے میں ان کے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ہے اور ہرگز ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا جس

① سورۂ بنی اسرائیل ، آیات : 23،24

سے ان کی بے ادبی اور گستاخی ہو۔ بڑھاپے کا ذکر صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ اس عمر میں والدین اولاد کی خدمت واطاعت کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔

3- جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اولاد جوانی کی ترنگ میں والدین کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔ لہٰذا جوان اولاد اور بوڑھے والدین کے جذبات اور خواہشات میں ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ جوانی ایک تو دیوانی ہوتی ہے، دوسرے زندگی کے تجربات و مشاہدات سے عاری۔ جب کہ والدین سرد و گرم چکھ چکے ہوتے ہیں۔ وہ حالات و واقعات کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے ہوتے ہیں۔ عمر بھر کے تجربات و مشاہدات ان کی فکر میں اعتدال و توازن پیدا کر چکے ہوتے ہیں، لیکن جوان اولاد اپنے جذبات اور جوانی کے جوش میں والدین کے جذبات اور ان کے تجربات کو اہمیت نہیں دیتی، نتیجتاً باہم تصادم اور ٹکراؤ ہوتا ہے۔ ایسے موقعوں پر والدین کی باتوں پر ناگواری کا اظہار عام اور اُف (ہُوں) کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ''اُف تک نہ کہو'' کہہ کر اسی بے ادبی اور گستاخی کا راستہ بند کیا ہے۔

4- جب والدین کی بات کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار کے لیے ''ہوں'' تک کہنے کی اجازت نہیں ہے، تو ڈانٹنے ڈپٹنے کی اجازت کیوں کر ہو سکتی ہے؟

5- اس لیے کہا گیا ہے کہ ان سے قولِ کریم کہو، یعنی ادب و احترام سے گفتگو کرو اس میں بے ادبی اور گستاخی کا شائبہ نہ ہو۔

6- ان کے سامنے دل کی گہرائی سے عاجزی کے بازو بچھائے رکھو، یعنی ان کے سامنے ان کی رائے کے مقابلے میں تکبر اور سرکشی کے اظہار کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

7- ان کے حق میں دعا گو رہو کہ یا اللہ! جس طرح انھوں نے بچپن میں مجھے پالا پوسا

تُو ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرما۔ اس کے لیے یہ دعا تجویز فرمائی:

﴿ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا ﴾①

''پروردگار ان پر رحم کر جس طرح انھوں نے مجھے رحمت اور شفقت سے بچپن میں پالا تھا۔''

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے اور اس کے فضائل وفوائد کے بیان میں بہت سی احادیث آتی ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: سب کاموں میں اللہ جل شانہ کو کون سا کام سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَا، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ»

''بروقت نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد کون سا عمل، آپ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔''②

اللہ تعالیٰ والدین کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ وہ ان کے حق میں ہو تب بھی اور ان کے خلاف ہو تب بھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلاَثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لاَ شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ»

''تین دعائیں ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی

① سورۂ بنی اسرائیل، آیت: 24

② صحیح بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتها، حدیث: 527

دعا (ظالم کے خلاف)، مسافر کی دعا اور اپنے بیٹے کے خلاف باپ کی دعا۔“①

اسی لیے ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے:

«لاَ تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلاَ تَدْعُوا عَلَي أَوْلاَدِكُمْ وَلاَ تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لاَ تُوَافِقُوا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ»

”تم اپنے لیے بددعا کرو، نہ اپنی اولاد کے لیے۔ اور نہ اپنے مالوں کے خلاف بددعا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عین اس گھڑی میں بددعا کر ڈالو، جس میں کی جانے والی دعا قبول ہو جاتی ہے۔“②

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا:

«أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ،أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ قَالَ: فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلاَهُمَا، قَالَ: فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا»

”میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر کا طالب ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں، بلکہ دونوں ہی زندہ ہیں۔ آپ نے اس سے پوچھا:

---

① جامع ترمذی، البروالصلة، باب ماجاء فی دعوة الوالدین، حدیث:1905

② صحیح مسلم، الزهد، باب حدیث جابر الطویل وقصة ابی الیسر، حدیث:3009

کیا تُو واقعی اللہ سے اجر کا طالب ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: پھر تُو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کی اچھی طرح خدمت کر۔''①

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ایک دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

''ایک آدمی آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اس سے پوچھا:

«أَ حَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ»

کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر انھیں میں جہاد کر۔ یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کر۔''②

مطلب یہ کہ جہاد عام حالات میں فرضِ کفایہ ہے، یعنی مسلمانوں کی پوری آبادی میں سے حسبِ ضرورت کچھ لوگ جہاد میں حصہ لے لیں، تو سب کی طرف سے جہاد کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اس صورت میں جہاد میں حصہ لینے کے لیے والدین کی اجازت کی ضرورت ہے، کیونکہ ان کی خدمت فرضِ عین ہے۔ فرضِ کفایہ کی ادائیگی کے لیے فرضِ عین کو ترک کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں اسی صورت کی طرف اشارہ تھا۔ ہاں بعض مخصوص حالات میں جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے، اس وقت والدین کی اجازت ضروری نہیں، کیونکہ اس وقت جہاد میں حصہ لینا ناگزیر ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب دشمن حد سے بڑھ جائے اور نظریاتی اور ملکی سرحدوں پر حملہ آور ہو۔

اسلام والدین کا اس قدر احترام کرنے کا حکم دیتا ہے کہ کسی دوسرے کے ماں

---

① صحیح مسلم ، البروالصلة ، باب برالوالدین وأیهما أحق به ، حدیث : 2549

② صحیح بخاری ، الجهاد والسیر ، باب الجهاد بإذن الوالدین ، حدیث : 3004

باپ کو بھی بُرا کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ»

''کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ حاضرین نے عرض کیا: کوئی شخص کیسے اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی صورت یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے، کسی دوسرے کی ماں کو گالی دے اور وہ شخص پلٹ کر اس کے ماں باپ کو گالی دے، تو اس طرح وہ خود اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا سبب بنتا ہے۔''①

انسان کی موت کے بعد ثواب کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن چند صورتوں میں ثواب کا سلسلہ قائم بھی رہتا ہے۔ اس بارے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ»

''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سب اعمال ختم ہو جاتے ہیں، لیکن تین چیزوں کا نفع اسے پہنچتا رہتا ہے۔ 1- صدقہ جاریہ۔ 2- ایسا علم جس سے

① صحیح بخاری، الأدب، باب لا یسب الرجل والدیه، حدیث: 5973
وصحیح مسلم، الإیمان، باب الکبائر وأکبرها، حدیث: 90

لوگ نفع حاصل کرتے ہوں۔3- نیک اولاد جو اُس کے لیے دعا کرتی ہو۔''①

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام صحابہ اور تابعین کے دلوں پر پوری طرح نقش ہو گئے تھے۔ اس لیے وہ ہر ممکن حد تک والدین کے حقوق کی ادائیگی کرتے تھے اور ان کی خدمت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

''فتح مکہ کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ جب مسجدِ حرام میں تشریف لائے، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو قحافہ کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم نے اپنے بوڑھے باپ کو گھر ہی میں کیوں نہ رہنے دیا، میں خود ان کے پاس آتا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کے رسول! آپ کے جانے کے مقابلے میں ان کا حق زیادہ تھا کہ وہ خود آپ کے پاس آئیں۔ پھر نبی ﷺ نے ان کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور ان سے فرمایا: اَسْلِمْ ''اسلام قبول کرلو'' چنانچہ انھوں نے مسلمان ہونا قبول کر لیا۔''②

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ بوڑھے اور کمزور والدین کی خدمت گزاری کی کس قدر اہمیت ہے۔ ضعیفی و پیری کی حالت میں ان کا سہارا بننا کس قدر عظیم عمل ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا عظیم المرتبت انسان اپنے بوڑھے والد کو اپنی

① صحيح مسلم، الوصية، باب مايلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته حديث: 1631

② مسند احمد: 349/6

پشت پر سوار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لاتا ہے۔ والدین کا وجود انسان کے لیے باعثِ رحمت ہے۔ والدین کی خدمت اور دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہلِ زمین کو بڑی بڑی مصیبتوں اور آزمائشوں سے دور رکھتا ہے۔

علامہ ابن جوزی اپنی کتاب صِفَةُ الصَّفْوَة میں سلامہ نامی راوی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان نے اپنے والد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ میرے بہترین والد ہیں۔ میرے پاس گائیں ہیں، میں ان کا دودھ دوہتا ہوں اور اپنے بال بچوں کو پلانے سے پہلے اپنے باپ کے پاس لاتا ہوں، لیکن میرے والد نمازِ عشاء کے بعد نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں اور انھیں اتنا لمبا کر دیتے ہیں کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے اور میں ہاتھ میں دودھ کا پیالہ پکڑے ان کا انتظار کرتا رہتا ہوں اور وہ بدستور اپنی نماز میں مشغول رہتے ہیں۔

جب لڑکے کے والد سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو اس نے اپنے بیٹے کی تعریف کی اور کہا کہ میں ایسا کرنے کی وجہ بھی بیان کر دوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب میں نماز میں قرآن پڑھنا شروع کر دیتا ہوں تو میرے دل کو ایسی دلچسپی ہو جاتی ہے کہ میں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔

سلامہ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کا تذکرہ عبداللہ بن مرزوق سے کیا تو انھوں نے کہا: اسی قسم کے لوگوں کی وجہ سے اہلِ یمن امن و عافیت میں ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان کا ذکر سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے کیا تو انھوں نے فرمایا: ایسے نیک اور تقویٰ شعار لوگوں کی برکت ہی سے زمین بڑی بڑی مصیبتوں اور آفات

سے محفوظ ہوتی ہے۔ ①

انسان پر والدین کی اطاعت اور عزت ہر حال میں لازم ہے۔ شرط یہ ہے کہ ان کی اطاعت اللہ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ اس بارے میں بھی اللہ کا حکم یہ ہے کہ مشرک والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرو اور بھلائی سے پیش آؤ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت میں فرماتا ہے:

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ﴾

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے اور (یہ بھی کہہ دیا کہ) اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے معبود کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تُو ان کی اطاعت نہ کرنا۔'' ②

قرآنِ کریم کی یہ آیت، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ اٹھارہ انیس سال کے تھے کہ انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ جب ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان کو معلوم ہوا کہ بیٹا مسلمان ہوگیا ہے تو اس نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے کہا، اللہ کی قسم! جب تک تُو محمد کا انکار نہیں کرے گا، تب تک میں نہ کچھ کھاؤں گی، نہ پیوں گی۔ ماں کا حکم ماننا، اس کا حق ادا کرنا اللہ کا حکم ہے، اگر تُو میری بات نہیں مانے گا تو اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر پریشان ہوئے اور

① صفة الصفوة:301/2۔
② سورة العنكبوت، آیت: 8

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ①

یہ صورتِ حال کئی اور مسلمانوں کے ساتھ بھی پیش آئی تھی۔ اس لیے اس مضمون کو سورۂ لقمان میں بھی دہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ﴾

''اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک کر، جس کا تیرے پاس کوئی علم نہیں تو ان کی بات نہ مان۔'' ②

والدہ، والد سے بھی زیادہ حسنِ سلوک کی مستحق ہے

اس سوال پر غور کرنا ہے کہ والد اور والدہ دونوں کے حقوق مساوی ہیں یا حسنِ سلوک کے اعتبار سے ان کے مابین کچھ فرق ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ والدہ انسان کے حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔ اس لیے کہ حمل، وضعِ حمل اور پرورش کی تین تکلیفیں ایسی ہیں کہ جو صرف ماں ہی برداشت کرتی ہے، ان میں مرد کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ سورۂ احقاف میں یہ حقیقت یوں واضح کی گئی ہے:

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ ﴾

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم

---

① جامع ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ العنکبوت، حدیث: 3189

② سورۂ لقمان، آیت: 15

دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت سے اسے جنا، اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمالِ قوت کے زمانے کو اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا، اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکرادا کروں جو تُو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں۔''①

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کی احسان مندی کا ذکر اپنی احسان پذیری کے ساتھ کیا ہے۔ والدہ (ماں) کے بلند مقام کا بخوبی پتا اس حدیث سے چلتا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

«مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ»

''میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ حسنِ سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ، اس نے پوچھا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ چوتھی مرتبہ سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: پھر تمہارا باپ۔''②

اس سے ثابت ہوا کہ حسنِ سلوک اور احسان میں ماں، باپ کے مقابلے میں تین

---

① سورۂ احقاف، آیت: 15

② صحیح بخاری، الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، حدیث: 5971 وصحیح مسلم، البر والصلة والأدب، باب برالوالدین وأیهما أحق به، حدیث 2548

گنا زیادہ حق دار ہے۔ وجہ یہی ہے کہ ماں اولاد کے لیے تین ایسی مشقتیں اٹھاتی ہے، جس میں مرد کا کوئی خاص حصہ نہیں ہوتا مثلاً حمل کی، جننے کی اور دودھ پلانے کی۔

ایک آدمی سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے کہا: میرا والد میرے ساتھ رہ رہا ہے، اس نے میرا نکاح کر دیا ہے، اب وہ مجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیتا ہے۔ یہ سن کر ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں وہ نہیں کہ تجھے والدین کی نافرمانی کا حکم دوں اور نہ میں تجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیتا ہوں، البتہ اگر چاہو تو بتا دیتا ہوں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

«الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَحَافِظْ عَلَى ذٰلِكَ إِنْ شِئْتَ أَوْدَعْ»

''والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، چاہو تو اس کی حفاظت کرو، چاہو تو اسے ضائع کر دو۔''

عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ یہ بات سن کر اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

''میری زوجیت میں ایک بیوی تھی۔ مجھے اس سے بہت محبت تھی۔ جب کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے نفرت تھی۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔ میں نے انکار کر دیا۔ تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے مجھ سے

---

① صحیح ابن حبان، (الإحسان): 327,326/1
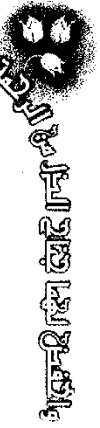
فرمایا: اسے طلاق دے دو، چنانچہ میں نے اسے طلاق دے دی۔"①

والدین سے حسنِ سلوک، عمر میں درازی اور رزق میں فراوانی کا سبب ہے۔

چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ، وَأَنْ يُزَادَ لَهُ فِي رِزْقِهِ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ»

"جسے یہ بات پسند ہے کہ اس کی عمر دراز ہو، اور اس کے رزق میں کشادگی ہو تو اسے چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کیا کرے۔"②

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لاَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلاَّ الدُّعَاءُ، وَلاَ يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ»

"قضا کو صرف دعا ہی رد کر سکتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف نیکی ہی سے ہو سکتا ہے۔"③

چونکہ ماں باپ کی خدمت بہت بڑی نیکی ہے اس لیے اس سے عمر میں اضافہ ہوگا۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ جس طرح والدین سے حسنِ سلوک اس قدر فضیلت کا باعث ہے کہ اس سے رزق میں فراوانی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے اسی طرح والدین کی نافرمانی اور ان سے حسن سلوک کا برتاؤ نہ کرنا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے کہ انسان اس سے رحمت الٰہی سے دور اور جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

① جامع ترمذی ، الطلاق واللعان ، باب ماجاء فی الرجل یسأله ابوه أن یطلق زوجته، حدیث : 1189 وسنن ابن ماجه، الطلاق، باب الرجل یامره ابوه بطلاق امرأته، حدیث : 2088 ② مسند احمد : 229/3

③ جامع ترمذی ، القدر ، باب ماجاء لایرد القدر إلا الدعاء ، حدیث : 2139

«صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا رَقِيَ عَتَبَةً قَالَ: آمِيْن، ثُمَّ رَقِيَ أُخْرٰى فَقَالَ: آمِيْن، ثُمَّ رَقِيَ عَتَبَةً ثَالِثَةً فَقَالَ: آمِين، ثُمَّ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَأَبْعَدَهُ اللهُ فَقُلْتُ: آمِيْن، قَالَ: وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَدَخَلَ النَّارَ، فَأَبْعَدَهُ اللهُ فَقُلْتُ: آمِين، قَالَ: وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَأَبْعَدَهُ اللهُ فَقُلْتُ: آمِيْن»

''رسولِ اکرم ﷺ منبر پر چڑھے اور جب آپ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو کہا: آمین۔ جب آپ نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو کہا: آمین۔ پھر جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو بھی کہا: آمین۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! جو شخص رمضان کا مہینا پائے اور (روزے رکھ کر) اپنے گناہ نہ بخشوائے اللہ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے۔ میں نے کہا: آمین۔ اور جو شخص اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو (بڑھاپے) میں پائے اور (ان سے حسنِ سلوک نہ کرنے کی وجہ سے) وہ آگ میں داخل ہو جائے، اللہ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے۔ میں نے کہا: آمین۔ اور جس آدمی کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، اللہ اسے بھی اپنی رحمت سے دور رکھے۔ میں نے کہا: آمین۔''[1]

یہ کس قدر خوفناک بات ہے کہ جبریل علیہ السلام دعا کریں اور نبیٔ کریم ﷺ ان کی دعا

① صحیح الترغیب والترهیب، حدیث: 996
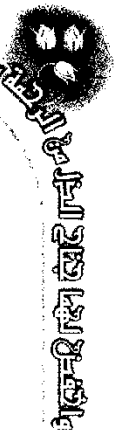
پر آمین کہیں۔ اب ان تینوں دعاؤں کی قبولیت میں کسی کو کیا شک ہوسکتا ہے، ان لوگوں کو فوراً توبہ کر لینی چاہیے جو بوڑھے ماں باپ کو دکھ دیتے ہیں، ستاتے ہیں۔ صحیح بخاری میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں:

''میری والدہ میرے پاس آئیں، وہ ابھی مشرکہ تھیں۔ ایمان نہیں لائی تھیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ ابھی تک مشرکہ ہیں اب ان کے بارے میں میرے لیے کیا حکم ہے، کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔''①

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی رضا مندی، والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔''②

اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے وجود پذیر ہونے کا ظاہری سبب اس کے والدین ہیں، انسان جب دنیائے رنگ و بو میں قدم رکھتا ہے تو نہ بول سکتا ہے اور نہ کسی کی بات سمجھ سکتا ہے، یہاں تک کہ کچھ کھا بھی نہیں سکتا۔ اس وقت ماں ہی اسے چھاتی سے لگاتی اور اپنے دودھ سے اسے سیراب کرتی ہے اور باپ کا سایۂ شفقت ہی اس کی پناہ گاہ ہوتا ہے۔ یہ دونوں مل کر اس کی پرورش کرتے ہیں، اس کے کہے بغیر اس کی خوراک کا، اس کے بتلائے بغیر اس کے علاج کا اور اس کی خواہش کے بغیر اسکی صفائی اور لباس اور دیگر ضروریات کا انتظام کرتے ہیں۔ بڑے ہونے اور شعور کی آنکھیں کھولنے

① صحیح بخاری، الأدب، باب صلة الوالد المشرك، حدیث: 5978
② سلسلة الأحادیث الصحیحة، حدیث: 516

کے بعد انسان کا فرض بنتا ہے کہ وہ والدین کے اس احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دے اور وہ احسان یہی ہے کہ ان کا ادب واحترام، ان کی اطاعت وفرماں برداری اور ان کی خدمت وناز برداری کرے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کے ساتھ، والدین کے ساتھ یہ حسنِ سلوک اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔ اگر اس نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا یہ معاملہ نہ کیا اور والدین کو ناراض کرلیا، تو عبادت وریاضت کے باوجود، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ناراض ہو، وہ سوچ لے اس کا انجام کیا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا:

«يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي تَوْبَةٌ؟ قَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَبِرَّهَا»

''اے اللہ کے رسول! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ کیا میرے لیے توبہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس سے نیک سلوک کرو۔''①

یعنی خالہ کی خدمت کرنے سے تمہارا گناہ معاف ہوجائے گا۔ جب خالہ کے ساتھ حسنِ سلوک اس قدر اجر وثواب کا باعث ہے تو والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کس

---

① جامع ترمذی، البر والصلة، باب فی بر الخالة، حدیث: 1904

قدر عظیم عمل ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اعرابی کی ملاقات مکہ مکرمہ کے راستے میں ہوئی۔ اس نے انھیں سلام کیا۔ آپ نے اسے اپنی سواری پر بٹھا لیا۔ اپنا عمامہ بھی اسے عطا کیا۔ ان سے پوچھا گیا، اللہ آپ کا بھلا کرے یہ اعرابی لوگ تو معمولی سے عطیے سے بھی خوش ہوجاتے ہیں، آپ نے اسے اپنا عمامہ دے دیا؟ یہ سوال سن کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کا باپ میرے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

«إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ»

”سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اولاد اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔“ ①

سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ آیا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جانتے ہو، میں کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

«مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ بَعْدَهُ وَإِنَّهُ كَانَ بَيْنَ أَبِي عُمَرَ وَبَيْنَ أَبِيكَ إِخَاءٌ وَوُدٌّ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصِلَ ذَاكَ»

”جو شخص اپنے والد کی وفات کے بعد اس سے صلہ رحمی کرنا چاہے تو، وہ اپنے والد کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے اور بات یہ ہے کہ میرے والد

---

① صحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأم ونحوهما حدیث: 2552

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد کے درمیان دوستی اور محبت تھی، لہٰذا میں نے چاہا کہ اس تعلق کو برقرار رکھوں۔''①

یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے، صحیح بخاری، صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری کتب میں بھی موجود ہے:

''تین آدمی سفر پر نکلے کہ شدید بارش نے انھیں آلیا۔ انھوں نے ایک غار میں پناہ لی، اچانک غار کے منہ پر ایک بھاری پتھر لڑھک آیا اور ان کے باہر نکلنے کی جگہ نہ رہی۔ انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس پتھر سے چھٹکارا تب ہی ممکن ہے جب ہم اپنے اپنے کسی نیک عمل کا واسطہ دے کر دعا کریں۔ اس لیے اپنا اپنا وہ عمل یاد کرو، جو تم نے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا تھا۔ اس کے وسیلے سے دعا کرو، شاید اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمادے۔ چنانچہ ایک نے دعا کی: میرے ماں باپ بوڑھے تھے، میں اپنے بال بچوں سے پہلے انھیں دودھ پلاتا تھا۔ ایک روز چارے کی تلاش میں مجھے دیر ہوگئی، جب میں واپس لوٹا تو وہ سو چکے تھے، میں نے دودھ نکالا، اور جب ان کے پاس لے کر آیا تو وہ سو رہے تھے۔ میں نے پسند نہ کیا کہ ان سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں، چنانچہ رات بھر پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا اور ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا۔ بچے میرے قدموں میں بھوکے پڑے رو رہے تھے۔ آخر کار صبح ہوئی، وہ جاگے اور انھوں نے اپنے حصے کا دودھ پیا، تب میں نے بچوں کو پلایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا اور خوشنودی کی خاطر

① صحيح إبن حبان الإحسان: 329/1

کیا تھا تو تُو ہم سے اس پتھر کو ہٹا دے، چنانچہ وہ پتھر تھوڑا سا سرک گیا۔

دوسرے نے چچا کی بیٹی سے بدکاری کا ارادہ کیا تھا، لیکن اللہ کے خوف سے رک گیا، اس نے اس عمل کو یاد کر کے دعا کی، پتھر کچھ اور سرک گیا۔

تیسرے کے پاس ایک مزدور کی اجرت تھی، جسے مزدور نے کم اُجرت کا بہانہ کر کے لینے سے انکار کر دیا تھا، چنانچہ اس نے وہ اجرت تجارت پر لگا دی، جس سے بہت زیادہ مال جمع ہو گیا اور جب مزدور نے اس سے دوبارہ اپنی اجرت طلب کی تو اس نے وہ سارا مال جو اس تجارت سے جمع ہوا تھا، مزدور کو واپس کر دیا۔ اس نے اپنی اس نیکی کو یاد کر کے دعا کی چنانچہ وہ پتھر اور سرک گیا اور وہ باہر نکل آئے۔'' ①

ان تمام روایات، حالات اور واقعات سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ والدین کے ساتھ ہر حال میں نیک سلوک کیا جائے، ورنہ نجات ممکن نہیں۔
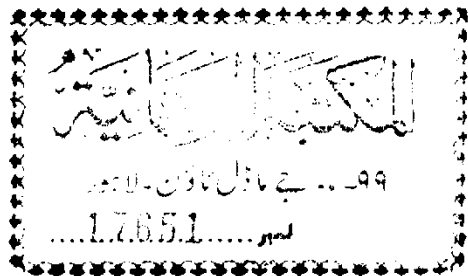
① صحیح بخاری ، البیوع ، باب إذا اشتری شیئا لغیرہ بغیر إذنه فرضی حدیث : 2215 وصحیح مسلم ، الذکر والدعاء ، باب قصة أصحاب الغار الثلاثة والتوسل بصالح الأعمال ، حدیث : 2743

حقوق الوالدین

ننھا بچہ نہیں جانتا کہ جب بستر گیلا ہو گیا تھا

تو اس کی جگہ پر کون سو جاتا تھا؟

اُس کی تکلیف پر رات بھر کون جاگتا تھا؟

اُس کی بیماری پر، اپنی ضروریات ترک کر کے

دوا کون لاتا تھا؟

وہ ننھا بچہ نہیں جانتا تھا

لیکن وہ اب بچہ نہیں رہا، بڑا ہو چکا ہے

جو جانتا ہے کہ یہ سب اُس کے والدین نے کیا تھا

اتنی زیادہ قربانیاں دینے والے والدین کے اُس

پر بہت سے حقوق ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں

کہ وہ حقوق کیا ہیں؟

نہیں جانتے تو اس کتاب ''حقوق الوالدین''

کا مطالعہ کریں۔ آپ کو مکمل آگہی ملے گی۔